OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0101, PP: 392-410

حقوق نسواں اور تعمیر معاشرہ میں ان کا کردار: سیرت نبویہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Women rights and their role in building society: A Research Review in the Light of "Seerah"

Published: 31-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Muhammad Umar Farooq
Arabic Teacher, ESED Mansehra
Email: farooqumar914@gmail.com

Ahmed Abdul Rehman
Lecturer ,Islamic Thought, History and Culture, AIOU Islamabad
Email: abdurrehmanhq@gmail.com

Muhammad Ibrahim
Ph.D Scholar, Department of Seerah IIUI
Email: qureshiibrahim96@gmail.com

Abstract

There are so many verses in the holy Quran and Hadith, which told us about the status, importance and rights of women in Islam. Islam is the only religion who has given women the status of human beings, even now if the women should be given their rights which Islam has provided them, they can play their role in the development of society in form of perfect mother, daughter, sister and wife.

Generally, nowadays it's been thought that west has given too many rights to women and Islam has captured them in houses, but in the reality its totally wrong perception. Now this is very important to elaborate true image of women's rights which Islam has given to them in the better way, infect this is the duty of every Muslim.

Keyword: *Women Rights, Building Society, Seerat*

قرآن وحدیث میں کثیر تعداد میں ایسے احکامات موجود ہیں جس سے اسلام میں عورت کے مقام اہمیت اور اسکے حقوق کا تعین ہوتا ہے، اسلام واحد دین ہے جس نے عورت کو ذلت وپستی سے نکال کر اسے شرف انسانیت بخشا۔

اسلام خاندانی زندگی کو بہت اہمیت دیتا ہے، چناچہ جہاں معاشرے میں رہنا اور اسکا فرد بننا ضروری ہے وہیں اسلام کئی دیگر حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کی بھی تلقین کرتا ہے،الغرض اسلام نے ہر ایک کے جداگانہ اور اجتماعی دونوں قسم کے حقوق و فرائض و واجبات متعین کرنے کے بعد آخرت کاایک ایسا تصوّر دے دیا ہے جو ہر شخص میں احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے بلکہ اس

CC BY

سے بھی بڑھ کر جزا و سزا کا معاملہ طے کر کے ہر شخص کو ذمہ داریوں سے بڑھ کر ادائیگی پر ابھارتا ہے، اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل کرتا ہے جس میں ہر شخص دوسرے کے لئے باعث سکون واطمینان وراحت ہوتا ہے، جو کہ ایسی انفرادی زندگی جس میں دوسروں کے حقوق وآداب کا خیال نہ رکھا جاتا ہو اور ذمہ داری کے تصور سے بھی ناآشنا ہو یقینا بہتر ہے۔

لہٰذا اب بھی اگر عورت کو اسلام کی طرف سے دیئے گئے حقوق فراہم کر دیئے جائیں تو یقینا وہ ایک بہترین ماں کی صورت میں، بیٹی، بیوی اور بہن کی صورت میں ملت و معاشرہ کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے۔

اسلام میں خواتین کو معاشرہ انسانی کا لازمی و قابل احترام حصہ قرار دیا گیا ہے، جبکہ زمانۂ جاہلیت میں اگر دیکھا جائے تو پورے جزیرۃالعرب میں عورت کوئی ایسے قابل ذکر حقوق حاصل نہ تھے۔اسکی حیثیت کو ماننا تو درکنار، اس کو تو زندگی تک کا حق نہیں دیا جاتا تھا حتی کہ اسکا وجود ہی معاشرے کو ناپسندیدہ تھا کہ اچھی اچھی چیزیں لڑکوں کے لیئے جبکہ کمتر و گھٹیا چیزیں لڑکیوں کے لیئے چھوڑ دیتے تھے۔

قرآن حکیم میں انکے اسی فعل کی بابت ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾[1]

اور وہ کہتے ہیں کہ جو چیز مویشی کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہیں۔ اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں سب برابر ہیں۔ ابھی اللہ ان کی غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہے بلاشبہ وہ حکمت والا اور بڑا علم والا ہے۔

یعنی گویا اس زمانہ میں عورتوں اور مردوں کے درمیان کسی بھی شئی کی تقسیم میں فرق روا رکھا جاتا تھا اور عورت کو کمتر سمجھا جاتا تھا، جائداد کے حصول کے لیئے فخر و تکبر اور غرور میں ڈوبے لوگ عورتوں کا وجود تک گوارا نہ کرتے تھے اور اسے تمام برائیوں کی جڑ اور قابل نفرت تصور کرتے تھے۔

چنانچہ اگر کسی کے ہاں لڑکی کی پیدائش ہو جاتی تو اسے زندہ ہی درگور کر دیا جاتا۔ اسی حالت کو بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾[2]

ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔ اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں؟

یہ بات صرف دور جاہلیت کے ساتھ ہی مختص نہیں بلکہ اسلام کے علاوہ مختلف تہذیبوں مثلاً ایرانی، یونانی اور رومانی تہذیبوں اور دیگر معاشروں کا بھی اگر جائزہ لیا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مجموعی اعتبار سے عورت بہت مظلوم ہی رہی ہے اور عام طور پر معاشرتی و سماجی عزت واحترام سے محروم ہی رہی ہے۔

اسلام نے بہت ہی بہترین پیرائے میں اپنے تمام پیروں کے لیئے قرآن وحدیث مبارکہ کے ذریعے چار بہترین کرداروں

کو بتلا کر بہت ہی جامع اور بہترین راہ عمل دکھلائی۔ کہ اگر کوئی ماں کی حیثیت میں ہو تو کیسے رہے، بیوی اور بیٹی کی صورت میں کیسے رہے، بہن کی صورت میں کیسے رہے؟

ارشاد نبوی ہے:

عن أنس، أن النبي عليه السلام قال: " حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون "[3]

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سارے جہان کی عورتوں سے تمہیں چار عورتیں کافی ہیں، حضرت مریم بنت عمران علیہما السلام، (ام المؤمنین) حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام، حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام۔

چنانچہ بیٹی کا کردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صورت میں بیوی کا حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور ایک بہترین ماں کا کردار حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام سے اور ایک عام عورت کا کردار حضرت آسیہ علیہا السلام کی صورت میں بتلا کر یہ واضح کر دیا کہ ان کرداروں کو دیکھ کر اپنے کردار واخلاق کو آراستہ وپیراستہ کر سکتی ہے اور جان سکتی ہے کہ وہ کون سے راز تھے جن کی بدولت ان کرداروں کو خیر النساء کا لقب ملا؟[4]

حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام

حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کی بابت قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾[5]

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالی نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر دیا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔

اگر غور کیا جائے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں اور کیا راز تھا کہ جس کی وجہ سے آپ کو یہ مرتبہ ملا؟ تو پتہ چلتا ہے کہ وہ پاکیزگی اور خود کو اللہ سبحانہ وتقدس کے احکامات کے تابع اور ان کے سپرد کر دینا ہی تھا اور پھر جب کوئی خود کو یوں اللہ کے سپرد کر دے تو اللہ تعالی خود اسکی حفاظت فرماتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہ پر تہمت لگائی گئی تو ان کی پاکیزگی کو بیان فرمانے کے لیئے خود باری تعالی نے کلام فرمایا اور قرآن مجید میں ایک دو آیتیں نہیں بلکہ پورا رکوع ان کی شان طہارت بیان کرنے کے لیئے نازل فرمایا۔ اور اسی طرح جب کوئی اللہ کی خاطر خود کو سپرد کر دے تو اللہ تعالی رہتی دنیا تک اسکا ذکر خیر باقی رکھتے ہیں، مثلا حضرت ہاجرہ علیہا السلام، کہ حکم الہی سے بے آب وگیاہ میدان میں ٹھہریں تو آج تک آب زمزم کا کنواں انکی یاد دلاتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے جو اشاعت دین بلکہ دنیوی و اخروی فلاح کے ہر ہر قدم پر شوہر کا ساتھ نبھائے۔ غم کے وقت میں دلاسہ دینے والی، پریشانی میں حوصلہ بندھانے والی اور ضرورت پڑنے پر اپنا سارا مال لٹا دینے والی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو بیوی کو اپنے شوہر کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا۔

حضرت آسیہ علیہا السلام

آپ کی مبارک زندگی کا بھی اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ محبوب خدا بننے کے لیئے ضروری نہیں کہ اسکا تعلق کسی نبی یا ولی کے گھرانے سے ہو، بلکہ وقت کے فرعون اور سب سے بڑے ظالم وکافر کے گھر رہ کر بھی اگر وہ خداوند باری کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے اور اسکی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرے تو دنیوی واخروی فلاح حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وہ بزرگی اور ولایت کا اعلی مقام حاصل کر سکتی ہے، اور دنیا کی چنیدہ اور سب سے بہترین عورتوں میں اپنا شمار کرا سکتی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا کی تو شان ہی بہت اونچی تھی، آپ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک بیٹی ہی نہیں بلکہ ایک بہترین بیوی اور ایک بہترین ماں کا بھی کردار ادا کیا جو کہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ پر نظر دوڑائی جائے تو کہیں آپ رضی اللہ عنہا ایک عظیم بیٹی کے روپ میں والد گرامی قدر کی خدمت کرتی نظر آتی ہیں اور وہیں دوسری طرف بیوی کے روپ میں خاوند شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھی انتہاء کرتی نظر آتی ہیں، ماں کے روپ میں دیکھا جائے تو ایسے بیٹے تیار کرتی دکھائی دیتی ہیں جو دین عالی کی سربلندی کیلئے اپنے خون تک کی بازی لگانے سے نہیں جاتے دکھائی دیتے جھجکتے اور اپنے مقدس لہو سے قیامت تک آنے والوں کے لئے ظلم کا مقابلہ کرنے میں بہترین اسوہ چھوڑ جاتے ہیں۔آج کی عورت کو بھی یقینا انہی کرداروں کو اپنانا ہوگا بصورت دیگر روز افزوں تباہی سے بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔اسی تناظر میں اسلام کی طرف سے عورتوں کو دیئے گئے حقوق کا مختصر تذکرہ موضوعِ بحث کی تفہیم میں ممد ومعاون ثابت ہونگے، ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اسلام نے عورتوں کو کئی طرح کے حقوق دیئے ہیں، مختصراً ہم ان کو درج ذیل چار حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں:

- بنیادی حقوق
- معاشی حقوق
- ازدواجی حقوق
- سیاسی حقوق

بنیادی حقوق

زندگی کا حق

اسلام نے اولاً بچے کو زندگی کا حق دیا کہ اسلام کی نظر میں عورت اور مرد کا باہمی تعلق محض تفریح کے لیئے نہیں بلکہ یہ نسل انسانی کی بقا اور پھلنے پھولنے کا ذریعے بھی ہے۔لہذا اس تعلق سے وجود پانے والے بچے کو اسلام نے یہ حق دیا ہے کہ وہ زندہ رہے اور اپنی زندگی جیئے صرف یہی نہیں بلکہ والدین کو اس کی زندگی خوشی سے قبول کرنے اور اس کی بقا کے لئے اقدامات کرنے کو بھی ضروری قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ دور جاہلیت میں لڑکی کے پیدائش پر اس کو زندہ درگور کرنے کی قباحت کو شدت سے بیان کیا اور اس سے منع فرمایا۔ارشاد ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ [6]

ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ [7]

جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا۔

پرورش اور تربیت کا حق

اسلام نے جہاں دیگر کئی حقوق دلوائے، وہیں پر بہترین اخلاق اچھی پرورش کے حصول کا حق بھی دیا، چنانچہ والدین کو اس سلسلہ میں براہ راست ذمہ دار ٹھہرایا اور کوتاہی کی صورت میں اللہ کے ہاں جوابدہ بتلایا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

أكرموا أولادكم وأحسنوا أدبهم. 8

اپنی اولاد کے ساتھ بہترین سلوک کرو، اور ان کو ادب سکھاؤ۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

"ما نحل والد ولدا من نحل أفضل من أدب حسن".9

کوئی والد اپنی اولاد کو اچھے آداب سے بہتر کوئی ہدیہ نہیں دے سکتا۔

ایک اور جگہ ارشاد نبوی ہے:

ألا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته.....الخ[10]

خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

چنانچہ جو لوگوں پر امام ہو، اس سے انکے بارے میں سوال کیا جائے گا، مرد سے اس کے گھر کے بارے میں اور بیوی سے اس کے شوہر کے گھر اور بچوں کے بارے میں، غلام سے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اس سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

نیز جہاں روحانی و اخلاقی پرورش کو ضروری قرار دیا وہیں پر جسمانی پرورش اور نشوونما کو بھی والدین کی ذمہ داری قرار دیا گیا، اور اس میں لڑکوں یا لڑکیوں کے حوالے سے کسی قسم کی تفریق نہیں کی، ارشاد باری تعالی ہے:

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق[11]

ماں کو اس بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔

علاوہ ازیں دودھ پلانے کی مدت دو سال تک مقرر کی اور یہ بچے کا حق قرار دیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط[12]

مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو۔

بچوں کی اچھی پرورش کرنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا بھی والدین کے اہم فرائض میں شامل ہے لہٰذا حکم باری ہے کہ:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ط سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ ع[13]

کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ

اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حسب حیثیت) دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے، اللہ تنگی کے بعد آسانی وفراغت بھی کر دے گا۔

اور لڑکیوں کے حوالے سے حضور ﷺ کا خصوصی ارشاد ہے:

ما من رجل تدرك له ابنتان، فيحسن إليهما ما صحبتاه - أو صحبهما - إلا أدخلتاه الجنة.[14]

جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے اور اچھی طرح سے رکھے، تو وہ اسے جنت میں لے جائیں گی۔

حصول علم کا حق

اسلام دنیا میں ایسے پہلا مذہب ہے جس نے بلا کسی تفریق علم سیکھنے کو اپنے ہر ماننے والے پر انتہائی درجے میں لازم قرار دیا اور اس میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، کالے گورے اور شہری دیہاتی کا کوئی فرق نہیں رکھا۔

ارشاد نبوی ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم.[15]

علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اور علم سیکھنے کے لیئے سفر کرنے والے کو خود باری تعالی کے راستے کا مسافر قرار دیا، ارشاد ہے:

من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له طريقا إلى الجنة.[16]

جو شخص علم سیکھنے کے لیئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

اور ابو داؤد شریف میں اس پر مزید یہ بھی اضافہ ہے:

وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم.[17]

اور اللہ کے فرشتے اکراماً علم سیکھنے والے کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

چنانچہ اسلام نے نہ تو کسی کو کسی پردے میں رکھا اور نہ ہی ایسا کرنا پسند کیا بلکہ یہ تعلیم دی کہ سیکھ کر سمجھ کر مانو اور پھر ظاہر ہے کہ "العلم بلا عمل كالنهر بلا ماء"

علم بغیر عمل کے ایسی نہر کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو۔

علم کے ساتھ اچھی تربیت ہوگی تو عمل کرے گا لہٰذا اچھی پرورش اور اچھی بنیادوں پر تربیت بھی لازم قرار دی۔ خود صحابیات کو ہی اگر ہم دیکھیں تو ہیں کئی نام ایسے دیکھنے کو ملتے ہیں جو اس زمانے میں بھی اعلی تعلیم یافتہ تھیں، جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام سرفہرست ہے، کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام ان سے سیکھنے واسطے آتے تھے۔

برابری کا حق

اسلام نے جنس کی بنیاد پر کوئی فرق روا نہیں رکھا بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں ہی کو مخلوق خدا قرار دیا، ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[18]

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

چنانچہ عمل و اجر میں دونوں کو برابر ہی قرار دیا اور واضح طور پر بتلا دیا کہ:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ[19]

مردوں کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ان میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔

اور مزید فرمایا:

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝[20]

جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔

اسلام نے بچوں کو باہم برابری کا حق دیا اور لڑکوں کو لڑکیوں پر یا ایک بچے کو دوسرے بچے پر ترجیح دینے کے رواج پر سخت تنقید کی اور ممانعت بیان کی۔ چنانچہ ایک صحابی نے اپنے دیگر بچوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی کو کوئی چیز ہبہ کی اور اس پر حضور ﷺ کو گواہ بنانا چاہا تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا تم نے سب کو یہ چیز ہدیہ کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"لا تشهدوني على جور"[21]

مجھے ظلم پر گواہ مت بنانا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتی ہیں ایک عورت میرے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا، میرے پاس کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، تو میں نے وہی کھجور اس کو دے دی اس نے کھجور دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور اٹھ کر چلی گئی۔[22]

ازدواجی حقوق

اسلام نے عورت کو بیوی کی صورت میں بھی بہت عزت سے نوازا اور بہت سے حقوق عطا کئے ہیں، چند کو میں یہاں ذکر کرنا پسند کروں گا۔

مہر کا حق

اسلام نے عورتوں کو مہر کا حق دیا جو کہ ان کی عظمت و اہمیت کو ظاہر کرتا ہے، بلاشبہ اس سے جہاں عورت کی معاشی کفالت ہے وہیں پر ایک مضبوط اور مستحکم نکاح کا رشتہ بھی قائم ہوتا ہے، چنانچہ علامہ کاسانی بھی اسی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر مہر لازم نہ ہو تو معمولی سی ناچاقی پر بھی نکاح ختم کر دے گا اور اسے کچھ گراں نہ گزرے گا پھر نکاح سے مطلوبہ مقاصد بھی حاصل نہ ہوں گے۔ کیونکہ عام روش یہی ہے کہ جو چیز کوئی قیمتی چیز دے کر حاصل کی جائے اور اس کا حصول مشکل ہو تو دل میں بھی اس کی قدر رہتی ہے اور انسان پھر اسے عزیز رکھتا ہے اور جو چیز آسانی سے ہاتھ آجائے تو وہ اس کی نظر میں حقیر ہوتی ہے لہٰذا دونوں میں موافقت اسی وقت ہو گی جب دونوں کی نظر میں ایک دوسرے کی قدر ہو گی۔[23]

اسلام نے مہر کو یہ حیثیت دی کہ عورت کی عصمت اس کے بغیر حلال ہی نہیں اور شریعت میں اس کی بغیر نکاح کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا

جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۲۴﴾[24]

ان عورتوں کے سواء اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کے لئے اس لئے جن سے تم فائدہ اُٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو اور مہر مقرر ہونے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کر لو تم پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

نیز ارشاد نبوی ہے:

" أيما رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر أو كثر ليس في نفسه أن يؤدي إليها حقها خدعها فمات، ولم يؤد إليها حقها لقي الله يوم القيامة، وهو زان"[25]

جس شخص نے بھی کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں ادائیگی کا ارادہ نہیں تھا تو قیامت کے دن وہ اللہ کے سامنے زانی کی حیثیت سے حاضر ہوگا۔

نیز اسی طرح ابوداؤد اور نسائی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ وسلم نے حضرت علی کو حکم فرمایا تھا کہ بیوی کے قریب جانے سے پہلے اس کو کچھ دے دو چنانچہ انہوں نے ذرہ دی تھی۔[26]

نیز مہر فقط نمائش کے لئے کوئی فرضی چیز نہیں کہ مقرر کر دیا اور بس، بلکہ مہر عورت کا حق ہے اور مرد کے ذمہ قرض ہے جو ادائیگی کے بنا معاف کرانا بھی درست نہیں، جیسے دیگر قرضوں میں ادائیگی کی جاتی ہے اور اسے ضروری سمجھا جاتا ہے اسی طرح عورت کا مہر بھی ادا کیا جائے اور اس کے بعد اگر وہ واپس کر دے تو اس کی مرضی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ عورت کی خوش بختی یہ ہے کہ اس کا مہر کم، نکاح آسان اور اخلاق اچھے ہوں۔

خلع کا حق

نکاح جیسے خوبصورت عمل سے عورت اور مرد کے درمیان ایک ایسے بہترین رشتے کو تشکیل دیا جس کے ذریعے دونوں کو باہم ایک دوسرے کے لیے سکون اور غم و پریشانی دور کرنے کا ذریعہ بنایا، ارشاد باری ہے:

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾[27]

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت نشانیاں ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ فوائد اسی صورت میں حاصل ہوں گے جبکہ میاں بیوی میں باہم موافقت و مناسبت ہو گی، اس لئے نکاح سے قبل ہی فرمادیا کہ نکاح اس سے کرو جو بھلی بھی لگتی ہو نیز یہ پسند دو طرفہ ہونی چاہیے، ارشاد باری ہے:

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ‌[28]

عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے۔

اور مرد اور عورت دونوں کے لئے حدیث نبوی میں بتادیا کہ شادی سے پہلے دیکھ لے، ارشاد نبوی ہے:

عن أنس بن مالك، أن المغيرة بن شعبة أراد أن يتزوج امرأة، فقال له النبي ﷺ: "اذهب فانظر إليها، فإنه أحرى أن يؤدم بينكما"، ففعل، فتزوجها، فذكر من موافقتها.[29]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے شادی کا ارادہ

کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کو دیکھ لو، بہت ممکن ہے کہ یہ تمھارے مابین محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر شادی کر لی، اور ان کے درمیان موافقت کا بھی ذکر کیا۔

ہاں اگر بعد از نکاح بھی موافقت پیدا نہ ہو سکے تو یقینا کئی دفعہ بہت سے مسائل جنم لینے لگتے ہیں اس لیے ایسی صورت میں اسلام نے مرد کے لیے طلاق کا اور عورت کے لیے خلع کا راستہ رکھا کہ اگر باوجود کوشش کے موافقت پیدا نہ ہو سکے تو بجائے ناچاقی بڑھا کر کسی قسم کے گناہ میں مبتلا ہونے کے ایک طرف ہی ہو لیا جائے۔

چنانچہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ خدمت نبوی میں پیش ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے ان کے دین یا اخلاق پر کوئی اعتراض نہیں لیکن میں اسلام میں رہتے ہوئے کفران نعمت (شوہر کی نعمت پر خوش نہ ہونا) نہیں کرنا چاہتی، تو آپ ﷺ نے مہر میں دیے گئے باغ کے بدلے ان کے مابین خلع کرادی۔[30]

اسی طرح حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کی پسند کے بغیر ان کی شادی کردی جبکہ وہ ثیبہ تھیں، وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح منسوخ فرمادیا۔[31]

اس لئے اسلام نے نکاح کے معاملے میں مرد و عورت دونوں کو پسند و ناپسند کا اختیار دیا ہے اور والدین کو اس سلسلہ میں سختی کرنے سے منع کیا ہے، ارشاد نبوی ہے:

لا تنكح الأيم حتى تستأمر، ولا تنكح البكر حتى تستأذن قالوا: يا رسول الله، وكيف إذنها؟ قال: "أن تسكت"[32]

ثیبہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے اور کنواری کا اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے، پوچھا گیا کہ اجازت کی کیا صورت ہو گی؟ فرمایا: اس کی خاموشی۔

لیکن دوسری جانب لڑکوں اور لڑکیوں کو والدین کو اعتماد میں لینے کی ترغیب بھی دی اور بتادیا کہ تمام معاملات اولیاء کے ہاتھوں سے انجام ہوں، کہ جہاں عورت کے حق میں اور اس کی پسند ناپسند کا خیال رکھا، وہیں پر فقہاء نے اس عقد سے متاثر ہونے والے قریبی رشتہ داروں (اولیا) کی رضامندی کے بغیر بے جوڑ نکاح کو کالعدم قرار دیا اور ان کو اس کے توڑنے کا حق دیا 33، قرآن کریم کی اس آیت سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے، ارشاد باری ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝[34]

تم سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی اگر وہ مفلس بھی ہونگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا اللہ تعالیٰ کشادگی والا علم والا ہے۔

اس آیت کے تحت علامہ مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"آیت مذکورہ کے طرز خطاب سے اتنی بات تو باتفاق ائمہ اربعہ فقہاء ثابت ہوتی ہے کہ خود اپنا نکاح کرنے کے لیے کوئی مرد یا عورت بلاواسطہ اقدام کی بجائے اپنے اولیا و سرپرستوں کے واسطے سے یہ کام سر انجام دے اس میں دین و دنیا کے بہت سے مصالح اور فوائد ہیں بالخصوص لڑکیوں کے معاملہ میں کہ لڑکیاں اپنے نکاح کا معاملہ خود طے نہ کریں یہ ایک قسم کی بے حیائی بھی ہے اور اس میں فواحش کا راستہ کھل جانے کا بھی خطرہ ہے یہی وجہ ہے کہ بعض روایات احادیث میں عورتوں کو خود اپنا نکاح بلاواسطہ

ولی کرنے سے روکا گیا۔[35]

اور یہ بات خلاف عقل بھی نہیں کیونکہ بے جوڑ نکاح کی صورت میں روز کی لڑائی جھگڑوں اور تلخیوں سے جہاں معاشرے کا ماحول خراب ہوتا ہے وہیں پر دوسری طرف یہ بھی ہے کہ والدین وغیرہ جنہوں نے بچپن سے اپنا سب کچھ لٹا کر ان کو پالا پوسا اور تعلیم وغیرہ کے زیور سے آراستہ کیا اب ان کی خوشی کو نظر انداز کرتے ہوئے اور ان کو مجرموں کی طرح منہ چھپا کر محلے سے بھاگنے پر مجبور کر دینا بھی تو ان کی محبتوں کا صلہ نہیں، جبکہ اسلام وہ معتدل دین ہے جو بیک وقت تمام لوگوں کے حقوق و فرائض اور ان کے اثرات اور فوائد کو دیکھ کر بہت ہی حکمت پر مبنی احکامات جاری کرتا ہے۔

عفت و عصمت کا حق

اسلام نے معاشرے میں عورت کی عزت و احترام کو یقینی بنانے کے لیے بہت سے اقدامات بھی کیے اور بہت سے حقوق بھی دلائے، من جملہ ان حقوق کے ایک حق عصمت بھی ہے اسلام نے نا صرف عورتوں کو یہ حق دیا بلکہ مردوں کو بھی ان کے حق عصمت کی حفاظت کرنے کا پابند کیا۔ چنانچہ جہاں عورت کو پردہ کا حکم ہے وہیں پر دوسری طرف دیگر مسلمانوں کے لیئے بھی خواتین کی جانب نگاہ اٹھانا ممنوع قرار دے دیا۔ ارشاد باری ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝[36]

> مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

نیز عام مسلمانوں کو بلا اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے بھی منع فرما دیا۔ ارشاد باری ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝[37]

> ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (آپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر، تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو (ہی)، اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام سے بیان فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔

معاشی حقوق

تجارت کی آزادی کا حق

اسلام میں خواتین کو تجارت کی آزادی کا حق بھی دیا چنانچہ انہیں بھی روزگار کے ویسے ہی مواقع میسر ہیں جیسے مردوں کو ہاں البتہ حدود کا تعین یقینا کر دیا ہے تاکہ بہت سی برائیوں سے بچا جاسکے، نیز سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال لے کر ملک شام تجارت کی غرض سے گئے تھے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا خود کس درجے کی تاجرہ تھیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی ایک صنعت گر خاتون تھیں اور اپنے ہاتھ کی بنی چیزیں فروخت کرتی تھیں، اس کا ثبوت اس روایت سے بھی ملتا ہے جس میں آپ نے حضور ﷺ سے استفسار کیا تھا کہ میرے شوہر اور اولاد کے پاس کچھ نہیں ہے تو کیا میں ان پر خرچ کر سکتی ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم جو بھی ان پر خرچ کرو گی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ [38]

اسی طرح حضرت قیلہ انماریہ رضی اللہ تعالی عنہا نہایت مشہور تاجرہ تھیں، اور انہوں نے خود آپ ﷺ سے خرید و فروخت کے اصول و ضوابط سیکھے تھے۔

ابن ماجہ کی روایت ہے، فرماتی ہیں:

قلت: يا رسول الله إني امرأة أبيع وأشتري، فإذا أردت أن أبتاع الشيء، سمت به أقل مما أريد، ثم زدت، حتى أبلغ الذي أريد، وإذا أردت أن أبيع الشيء، سمت به أكثر من الذي أريد، ثم وضعت حتى أبلغ الذي أريد، فقال رسول الله ﷺ: لا تفعلي يا قيلة إذا أردت أن تبتاعي شيئا، فاستامي به الذي تريدين، أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئا، فاستامي به الذي تريدين، أعطيت أو منعت. [39]

میں نے کہا یارسول اللہ میں خرید وفروخت کرنے والی عورت ہوں، جب میں کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں تو جتنے میں لینے کا ارادہ ہو اس سے کم بتاتی ہوں پھر وہاں تک بڑھاتی ہوں جتنے میں لینے کا ارادہ ہوتا ہے۔ اور جب میں کوئی چیز بیچنا چاہتی ہوں تو جتنے میں بیچنے کا ارادہ ہو اس سے زیادہ بتاتی ہوں پھر وہاں تک کم کرتی ہوں جتنے میں بیچنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے قیلہ تم ایسے مت کیا کرو! جب بیچنے کا ارادہ ہو تو اتنا ہی بتاؤ جتنے میں بیچنا ہو اچاہے ملے یا نہ ملے اور جب خریدنا چاہو تو بھی اتنا ہی بتاؤ جتنے میں خریدنا ہو پھر چاہے ملے یا نا ملے۔

اسی طرح ابو جہل کی ماں اسماء بنت مخربہ عطر فروخت کرتی تھیں جس کا ثبوت ربیع بنت معوذ بن عفراء کی روایت سے بھی ملتا ہے کہ دور خلافت میں وہ ان کے پاس عطر خریدنے گئیں اور انہوں نے عطر شیشی میں ڈالا اور وزن کیا تو کہا اے عورت اپنے اوپر میرا حق لکھ لو۔

حق ملکیت

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا کہ وہ اپنی ملکیت میں اشیاء رکھے، صرف یہی نہیں بلکہ ان کے شوہروں کو بھی حکم دیا یہ کہ اگر وہ مہر کی شکل میں کچھ مال دے چکے ہوں، تو گو کہ وہ ڈھیر کے برابر بھی ہو تب بھی اسے ایک تنکا بھی واپس نہ لو، کہ اب وہ ان کا حق اور ان کی ملکیت ہو چکا۔ ارشاد باری ہے:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝. [40]

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ کسی دوسری سے شادی کرنا ہی چاہو اور ان میں کسی کو تم نے خزانے کا ڈھیر بھی دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لوگے؟ (تم اسے کیسے لے لو گے؟)۔

چنانچہ امہات المؤمنین کی ملکیت فدک کی زمین کے بارے اور دیگر بھی کئی صحابیات کے بارے میں مختلف زمینوں اور جائداد کی ملکیت کی بابت حدیث کی کتب سے پتا چلتا ہے، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کی ملکیت مال کے بارے میں آگے چل کر تفصیل بیان کروں گا۔

حق وراثت

اسلام وہ کامل دین ہے جس نے ہر وارث کا حصہ مقرر کیا ہے اور مرنے کے بعد بھی بڑے بہتر طریقے سے مال کی تقسیم کا طریقہ کار بتلایا، یاد رہے کہ اسلام کی نظر میں وراثت میں حصہ دار ہونا ضرورت مند ہونے کی بنیاد پر نہیں بلکہ وراثت کی بنیاد قریبی رشتہ داری ہے یعنی خونی رشتہ داری یا نکاح کی رشتہ داری۔

اسلام نے حق داروں کو انکا حق پہنچانے کی بہت تاکید کی ہے خصوصاً یتیموں بیواؤں اور عورتوں سے معاملات پر تو مزید ذمہ داری بتلائی، چنانچہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ کا واقعہ کتب حدیث میں دیکھنے کو ملتا ہے کہ ان کی بیوی نے حضور ﷺ کی خدمت میں شکایت کی اور کہا کہ بچوں کے چچاؤں نے ان کے والد کی وفات کے بعد سارا مال اپنے قبضے میں لے لیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس بیوہ کو اور اس کے یتیم بچوں کو میراث کا حصہ دلوایا۔[41]

چنانچہ اسلام نے بیٹی ہونے کی صورت میں الگ بیوی، بہن ہونے کی صورت میں الگ اور ماں وغیرہ ہونے کی صورت میں الگ حصہ مقرر کیا۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں سے کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا، جو شخص طاقتور اور اثر ورسوخ والا ہوتا وہ سارا مال ہڑپ کر جاتا۔ قرآن کریم نے کفار کے اس عمل کو بڑی شدت کے ساتھ بیان کیا ارشاد ہے:

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝[42]

اور میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔ اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔

دراصل مال ہے ہی بہت لذیذ اور دل بہلانے والی پسندیدہ چیز، انسان اسے چھوڑنا نہیں چاہتا اگر کوئی معاشرے کی دباؤ کی وجہ سے زبان نہ کھولے تو اور بات ہے ورنہ دلی خواہش اور تمنا اور اپنے حق کے حصول کی تڑپ تو ضرور ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خداوند باری تعالیٰ نے مختلف رشتہ داروں کے مختلف حصے مقرر فرمائے۔

میراث کے بارے میں دنیا کی مختلف تہذیبوں میں مختلف نظریات خیالات اور طریقے رہے ہیں مگر ان میں اعتدال و انصاف نہیں تھا، بعض قومیں عورتوں اور بچوں کو بالکل حصہ نہیں دیتی تھیں خصوصاً برصغیر میں تو عورتوں کو حصہ نہ دینے کا رواج زمانہ قدیم سے رائج ہے۔ ہندو کوڈ بل قانون میں تو اب جا کر کچھ عرصہ قبل عورتوں کو وراثت میں حصہ دار مانا گیا جبکہ اسلام نے 1400 سال پہلے ہی عورتوں کو وراثت میں حصہ دار بتلایا تھا جیسا کہ ماقبل میں بیان ہو چکا۔

سیاسی حقوق

اسلام نے خواتین کو صرف معاشی اور معاشرتی حقوق نہیں دیے بلکہ سیاسی حقوق بھی دیئے ابتدائے اسلام سے ہی ریاست کی تشکیل میں خواتین نے اہم کردار ادا کیا اور تاریخ میں ایسی بہت سی خواتین کے نام درج ہیں جنہوں نے دفاع اور تشکیل مملکت کے لیئے گراں قدر خدمات انجام دیں، ذیل میں عورتوں کو دیئے گئے چند سیاسی حقوق کا تذکرہ کروں گا۔

ریاست کے دفاع میں شرکت کا حق

ابتداء اسلام سے ہی دفاع اسلام کے لئے غزوات وسرایا میں خواتین کا جنگی خدمات سندان دینے کا سلسلہ دیکھنے کو ملتا ہے اگر تاریخ کے اوراق پلٹ جائیں تو ایسی کئی خواتین کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے دین متین کی خدمت کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگانے سے گریز نہیں کیا، مثال کے طور پر چند حضرات صحابیات کے اسمائے گرامی مختصر تعارف کے ساتھ ذکر کروں گا۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ تعالی عنہا بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہونے والی دو خواتین سے ایک ہیں آپ رضی اللہ عنہا غزوہ احد میں بھی شریک تھیں اور ابتدا مجاہدین کو کو پانی پلانے کی خدمت سرانجام دے رہی تھیں مگر بعدازاں جنگ کی کایا پلٹ جانے پر حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو گئیں اور نہایت جرات اور پامردی سے لڑیں۔

چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ان کو اپنے دائیں بائیں برابر لڑتے دیکھتا تھا۔[43]

بعدازاں بیعت رضوان ، خیبر اور فتح مکہ میں بھی شریک رہیں۔ جنگ یمامہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے مقابلہ کے لئے گیں، بیٹا شہید ہو گیا تو آپ نے منت مانی کہ یا تو مسیلمہ کو قتل کرکے چھوڑیں گی یا خود شہید ہو جائیں گی، نہایت پامردی سے لڑیں آپ کے جسم پر بارہ زخم آئے اور ایک بازو بھی کٹ گیا، اسی جنگ میں مسیلمہ بھی قتل ہو گیا۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہامدینہ طیبہ میں بیعت کی خواہشمند ایک مکان میں جمع ہونے والی عورتوں میں سے ایک تھیں، آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو بیعت لینے کے لئے بھیجا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہا عہد نبوی کے سات غزوات میں شریک ہوئیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہا غزوات میں مجاہدین کے لیے کھانا پکاتیں، ان کے سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں۔[44]

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا بہت پہلے ایمان لانے والی خاتون ہیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہا حافظہ قرآن تھیں، حضور ﷺ نے آپ کو زندگی میں ہی شہادت کی خبر دی تھی۔ جنگ بدر میں آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور جنگ میں چلنے کی اجازت طلب کی کہ شاید مجھے بھی اسی جنگ میں شہادت نصیب ہو جائے مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو اللہ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا، یقینا تم شہیدہ ہو[45]، آپ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اپنے غلام اور لونڈی کے ہاتھوں شہید کر دی گئیں جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے قصاصا دونوں کو قتل کروایا۔

راز داری کا حق

اسلام نے عورت کو حق کے رازداری دے کر معاشرے میں نہایت عزت واحترام کا مقام دلایا اور تمام مؤمنین کو اس حکم کا پابند کر دیا کہ ارشاد باری ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝[46]

اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم بنی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لئے ایسے وقت میں اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول

نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو تم پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی یہی ہے اور نہ تمہیں جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ شوہر اور اس کی بیوی کے مابین ہونے والی گفتگو کو حرف راز قرار دیا، اور آپ علیہ السلام نے اپنے عمل سے اپنی ایک بیوی سے ہونے والی گفتگو کو اسی تک محدود رکھا اور دوسری بیوی کو نہ بتلایا۔ باری تعالی قرآن عظیم میں اس کا تذکرہ فرمایا، ارشاد ہے:

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ [47]

اور یاد کرو کہ جب نبی نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی پس جب اس نے اس بات کی خبر کر دی اور اللہ نے اپنے نبی پر آگاہ کر دیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو بتا دی اور تھوڑی سی ٹال گئے پھر جب نبی نے اپنی اس بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی اس کی خبر آپ کو کس نے دی کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلایا ہے۔

حق رائے دہی

اسلام نے عورتوں کو جہاں دیگر کئی حقوق دیے وہیں پر سیاسی معاملات میں رائے دہی کا حق بھی دیا اس عمل کی بنیاد خود حضور اقدس ﷺ نے رکھی، صلح حدیبیہ کے واقعے کو اگر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو احرام ختم کرتے ہوئے بال کٹوانے کا حکم دیا، عملاً کوئی کھڑا نہ ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مشورہ طلب کیا کہ کیا کیا جائے؟ علاوہ ازیں بیعت عقبہ میں جیسے آپ ﷺ نے مردوں سے بیعت لی ویسے ہی عورتوں کو بھی اظہار رائے کا یہ حق دیا اور ان سے بھی بیعت لی گئی۔

خلفاء راشدین نے بھی اپنے دور میں خواتین سے مشاورت کو اہمیت دی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب سے بنائی گئی شوریٰ کا اجلاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کی سربراہی میں حضرت عائشہ یا حضرت فاطمہ بنت قیس فہریہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرے پر ہوا تھا تاکہ ان کی رائے بھی حاصل کی جاسکے، نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد خلافت کے درپیش مسئلے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا نام لیا اور حضرت علی نے حضرت عثمان کا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں سے رائے طلب کی اور ایک قسم کی ووٹنگ کرائی چنانچہ جہاں سردار اور ذی وجاہت لوگوں سے رائے لی گئی وہیں پر عام لوگوں سے بھی لی گئی حتی کہ پردہ نشین خواتین تک کے پاس گئے اور ان سے بھی ان کی رائے طلب کی۔

حسن سلوک کا حق

اسلام نے عورتوں کے ساتھ دیگر مسلمانوں سے اور افرادی معاشرت سے بڑھ کر معاملہ نرم رکھنے کی تلقین فرمائی اور حسن سلوک کی تاکید فرمائی ارشاد ہے:

عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فإذا شهد أمرا فليتكلم بخير أو ليسكت، واستوصوا بالنساء، فإن المرأة خلقت من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، إن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، استوصوا بالنساء خيرا[48]

عورتوں کے بارے میں میری نصیحت سن لو کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہوتی ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہوگے تو اسے توڑ دوگے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دوگے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے بارے میری بھلائی کی وصیت سن لو۔

اور پھر اگر وہی عورت ماں کے روپ میں ہو تو پھر تو اور زیادہ حسن سلوک کا حکم دیا [49]، چنانچہ جنت کو ماں کے قدموں میں بتایا اور معاشرے کی سب سے محترم ہستی ماں کو قرار دیا۔

درحقیقت دین اسلام نے ایسے وقت میں عورتوں کو حقوق دلائے جبکہ انسانیت دم توڑ رہی تھی اور عورتوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا، اس پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی جاتی تھی، والدہ تک کو احترام حاصل نہ تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد اولاد اس کو میراث کا حصہ بنا کر باہم تقسیم کر ڈالتے ایسے ہی کہیں پانچ سات سالہ معصوم بچی کو محض اپنی انا کی خاطر زندہ در گور کر دیا جاتا۔

الغرض ایسے نامساعد حالات میں اسلام نے عدل و مساوات کا نعرہ بلند کیا اور عورت کو وہ تمام جائز حقوق دلوائے جن کا قبل از اسلام تصور بھی ناممکن تھا۔ چنانچہ کہیں اس کو گھر کی ملکہ کا روپ دیا تو کہیں حق ملکیت دے کر مرد کی طرح آزاد زندگی جینے کا حق دیا۔ کہیں شوہر سے ناچاقی و عدم نسبت کی صورت میں حق خلع دیا تو کہیں میراث میں اس کا حصہ مقرر کر کے ایک الگ شناخت سے نوازا۔

اسلام نے بہت ہی بہترین پیرائے میں اپنے تمام پیروؤ عورتوں کے لیئے قرآن وحدیث مبارکہ کے ذریعے چار بہترین کرداروں کو بتلا کر بہت ہی جامع اور بہترین راہ عمل دکھلائی۔ کہ اگر کوئی ماں کی حیثیت میں ہو تو کیسے رہے، بیوی اور بیٹی کی صورت میں کیسے رہے، بہن کی صورت میں کیسے رہے؟

مشکوۃ شریف کی حدیث ہے، پوچھا گیا کہ سب سے اچھی عورت کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت جو اپنے شوہر کو خوش کردے جب وہ اس کو دیکھے، اس کی فرمانبرداری کرے جب وہ کوئی حکم دے اور اس کے خلاف نہ کرے نہ اپنے نفس میں نہ اپنے مال میں جس کو وہ ناپسند کرے۔

سفارشات

عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں خواتین کے لیئے مذکورہ بالا حقوق کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے چند سفارشات درج ذیل ہیں:

- حکومت ان حقوق کی آگہی کے لیئے مؤثر انتظامات کرے جس سے عام لوگوں کو بھی آشنائی حاصل ہو اور بلدیاتی سطح پر اس کا انتظام کیا جائے۔
- اساتذہ و دیگر سرکاری و غیر سرکاری ملازمین کے لیئے ماہانہ بنیادوں پر تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے۔

- جن حقوق کی فراہمی کا تعلق حکومت سے ہے، حکومت ان کی ادائیگی یقینی بنائے۔ مثلاً حصول علم کا حق وغیرہ کہ حکومت ان کے لیئے ہر شہر میں علیحدہ اداروں کا قیام یقینی بنائے۔
- جن حقوق کی فراہمی کا تعلق عدالت سے ہے، عدالت ان کا حصول سہل اور آسان بنائے۔ مثلا حق وراثت اور حق ملکیت وغیرہ کہ خواتین اپنے حق کو وصول کرنے میں کسی قسم کی جھجک اور پریشانی کا سامنا نہ کریں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

---

1 الانعام، آیت نمبر139

Al-An'ām, Verse # 139

2 النحل، آیت نمبر58،59

Al-Naḥl, Verse # 58-59

3 الطحاوی، إبو جعفر إحمد بن محمد ، شرح مشکل الآثار، مؤسسۃ الرسالۃ(الطبعۃ: الأولی - 1415 ھ۔ 1494 م) جلد1، صفحہ 140، حدیث147

Al-Ṭaḥāvī, Abū Ja'far Aḥmad bin Muḥammad, Sharḥ Muskhal Al-Athār, (Mū,assiat al-Risālat, Beriūt, 1st Edition, 1415a.h), Vol:01,p:140, Ḥadīth # 147

4 ماہنامہ دختران اسلام جولائی2017، شمارہ7، جلد24، **اسلام میں عورت کا مقام اور کردار**، حسینہ عارف کاظمی، صفحہ14

*Māhiznāmat Dukhtarān Islām, Vol:24, Issue:07, 2017, Islām mai *ūrat kā Maqām awr Kirdār, Ḥasīna *ārif Kāẓmī, p:14*

5 آل عمران، آیت نمبر42

Āl Imrān, Verse # 42

6 النحل، آیت نمبر58

Al-Naḥl, Verse # 58

7 التکویر، آیت نمبر8

Al-Takwīr, Verse # 08

8 القزوینی ، محمد بن یزید ، **سنن ابن ماجہ**، (دار إحیاء الکتب العربیہ، بیروت) باب بر الوالد، والإحسان إلی البنات ، حدیث3671، جلد2، صفحہ1208

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājat, (Dār Iḥyā, al-Kutub Al-'arabiyyat, Beriūt,), Vol:02,P:1208, Ḥadīth # 3671

9 محمد بن عیسی الترمذی، **سنن الترمذی**، (دار الغرب الإسلامی، بیروت ، سن اشاعت: 1998 م) باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث1952، جلد3، صفحہ402

Muḥammad bin 'īsā al-Tirmidhī, (Dār al-Gharb al-Islāmī, Beriūt, 1998a.c), Vol:03,P:402, Ḥadīth # 1952

10 محمد بن إسماعیل البخاری، **صحیح البخاری**، (دار طوق النجاۃ، بیروت ،الطبعۃ: الأولی، 1422ھ) باب قول اللہ تعالی وأطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم، حدیث 7138، جلد 9، صفحہ 62

Muḥammad bin Ismāeīl Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Dār Ṭawq al-Nijāt, Beriūt, 1st Edition, 1422 a.h), Vol:09,P:62, Ḥadīth # 7138

11 البقرہ، آیت نمبر 233

Al-Baqarat, Verse # 233

12 البقرہ، آیت نمبر 233

Al-Baqarat, Verse# 233

13 الطلاق، آیت نمبر 7

Al-Ṭalāq, Verse: 07

14 قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب بر الوالد، والإحسان إلی البنات، حدیث 3670، جلد 2، صفحہ 1210

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājat, Vol:02,P:1210,Ḥadīth #3670

15 قزوینی، إبو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث 224، جلد 1، صفحہ 81

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājat, Vol:01,P:81, Ḥadīth # 224

16 محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی، (دار الغرب الإسلامی، بیروت، سن اشاعت: 1998 م) باب فضل طلب العلم، حدیث 2646، جلد 5، صفحہ 28

Muḥammad bin 'īsā al-Trirmidhī, Sunan Al-Tirmidhī, (Dār al-Gharb al-Islāmī, Beriūt, 1998a.c), Vol:05,P:28, Ḥadīth # 2646

17 سِّجِسْتانی، سلیمان بن الأشعث، سنن إبي داود، (بیروت ،المکتبہ العصریہ، صیدا) باب الحث علی طلب العلم، حدیث 3641، جلد 3، صفحہ 317

Sajastānī, Sulymān bin al-Ash'ath, Sunan Abī Dāūd,(Al-Maktabat al-'ṣriyat, Beriūt, Syda), Vol:03,P:317, Ḥadīth # 3641

18 النساء، آیت نمبر 1

Al-Nisā,, Verse # 01

19 النساء، آیت نمبر 32

Al-Nisā,, Verse # 32

20 النساء، آیت نمبر 124

Al-Nisā,, Verse # 124

21 نیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، (دار إحیاء التراث العربی، بیروت) باب کراہہ تفضیل بعض الأولاد فی الھبہ، حدیث 1623، جلد 3، صفحہ 1243

Nīsābūrī, Muslim bin al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār Iḥyā, al-Kutub Al-'arabiyyat, Beriūt), Vol:03,P:1243, Ḥadīth # 1623

22 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت ،الطبعۃ: الأولی، 1422ھ، صحیح البخاری، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، حدیث 5995، جلد 8، صفحہ 7

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Dār Ṭawq al-Najāt, Beriūt, 1st Edition,

1422a.h), Vol:08, P:07, Ḥadīth # 5995

23 کاسانی، علاء الدین ابو بکر، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (الطبعۃ: الثانیۃ، 1406ھ-- 1986م) صفحہ 275جلد2

Kāsānī, 'lā, al-dīn Abū Bakar, Badā,' al-Ṣanā,' fī Tartīb al-Sharā,', (Dār al-Kutub al-'lmiyat, Beriūt, 2nd Edition, 1406a.h), Vol: 02, p:275

24 النساء، آیت نمبر24

Al-Nisā,, Verse # 24

25 ہیثمی، ابو الحسن نور الدین ،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، (مکتبہ القدسی، قاہرۃ، سن شاعت: 1414ھ، 1994م) باب فیمن نوی ان لا یؤدی صداق امرأتہ، حدیث 7507، جلد4، صفحہ 284

Hythmī, Abū al-Ḥasan Nūr al-Dīn, Majma' al-Zawā,d wa Manba' al-Fawā,d, (Maktabat al-Qudsī, Cario,1414 a.h), Vol:04,P: 284, Ḥadīth # 7507

26 سِجِستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، (بیروت ،المکتبہ العصریہ، صیدا) باب فی الرجل یدخل بامرأتہ قبل ان ینقدھا شیئا، حدیث 2125، جلد2، صفحہ240

Sajastānī, Sulymān bin al-Ash'ath, Sunan Abī Dāūd,(Al-Maktabat al-'ṣriyat, Beriūt, Syda), Vol:02,P:240, Ḥadīth # 240

27 الروم، آیت نمبر21

Al-Roūm, Verse # 21

28 النساء، آیت نمبر3

Al-Nisā,, Verse # 03

29 قزوینی ، محمد بن یزید ، سنن ابن ماجہ، (بیروت ،دار إحیاء الکتب العربیہ) باب النظر إلی المرأۃ إذا أراد ان یتزوجھا، حدیث 1865، جلد1، صفحہ 599

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājat, Vol:01,P:599, Ḥadīth #1865

30 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، (بیروت، دار طوق النجاۃ)، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ، حدیث 5273، جلد7، صفحہ46

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Dār Ṭawq al-Najāt, Beriūt, 1st Edition,1422 ah), Vol: 07, p:46, Ḥadīth # 5273

31 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، باب إذا زوج ابنتہ وھی کارھۃ فنکاحہ مردود، حدیث 5138، جلد7، صفحہ 18

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol: 07, p:18, Ḥadīth # 5138

32 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، باب لاینکح الأب وغیرہ البکر والثیب إلا برضاھا، حدیث 5136، جلد7، صفحہ 17

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol: 07, p:17, Ḥadīth # 5136

33 کاسانی، علاء الدین ابو بکر، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (الطبعۃ: الثانیۃ، 1406ھ-- 1986م) فصل إنکاح المرأۃ نفسھا من غیر رضا الأولیاء، جلد2، صفحہ 318

Kāsānī, 'lā, al-Dīn Abū Bakar, Badāu' al-Ṣanā,' fī Tartīb al-Sharāu',(Dār al-Kutub al-'lmiyat, Beriūt, 2nd Edition, 1406a.h), Vol:02, p:318

34 النور، آیت نمبر32

Al-Nūr, Verse # 32

35 معارف القرآن مفتی محمد شفیع جلد ششم

M'ārif al-Qurān, Muftī Muḥammad Shafī', Volume 06

36 النور، آیت نمبر30

Al-Nūr, Verse # 30

37 النور، آیت نمبر58

Al-Nūr, Verse # 58

38 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، باب الزکاۃ علی الأقارب، حدیث 1462، جلد2، صفحہ 120

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol: 02, p:120, Ḥadīth # 1462

39 قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب السوم، حدیث 2204، جلد2، صفحہ 743

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājat, Vol:02,P:743, Ḥadīth # 2204

40 النساء، آیت نمبر20

Al-Nisā,, Verse: 20

41 قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب فرائض الصلب، حدیث 2720، جلد2، صفحہ 908

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājat, Vol:02,P:908, Ḥadīth #2720

42 الفجر، آیت نمبر19،20

Al-Fajar, Verse # 19-20

43 ابن سعد، إبو عبد اللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر - بیروت (الطبعة: الأولی، 1968م) جلد8، صفحہ 413

Ibn-e-Sa'd, Abū 'bd Allāh Muḥammad bin Sa'd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, (Dār Ṣādar Beriūt, 1st Edition, 1968a.c), Vol:08, p:413

44 ابن سعد، إبو عبد اللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، جلد8، صفحہ 455

Ibn-e-Sa'd, Abū 'bd Allāh Muḥammad bin Sa'd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, Vol:08, p:455

45 ابن سعد، إبو عبد اللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، جلد8، صفحہ 457

Ibn-e-Sa'd, Abū 'bd Allāh Muḥammad bin Sa'd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, Vol:08, p:457

46 الاحزاب، آیت نمبر53

Al-Aḥzāb, Verse # 53

47 التحریم، آیت نمبر3

Al-Taḥrīm, Verse # 030

48 نیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، (بیروت، دار إحیاء التراث العربی) باب الوصیہ بالنساء، حدیث1468، جلد2، صفحہ 1091

Nīsābūrī, Muslim bin Al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār Iḥyā, al-Turāth Al-'arabiyyat, Beriūt), Vol:02, p:1091

49 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، باب من إحق الناس بحسن الصحبة، حدیث 5971، جلد8، صفحہ 2

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol: 08, p:02, Ḥadīth # 5971